٧٨٦ / ٩٢

شیخ الحدیث والتفسیر، علامۂ زماں، رازیِ دوراں، فقیہہ العصر

مناظرِ اسلام حضرت قاضی محمد عبد السبحان صاحب ہزاروی

کے

۲۷ مناظروں کی تفصیلی روئیداد

فیوضاتِ سبحانیہ

ترتیب و تالیف

۱۔ علامہ ابو الفتح الحاج قاضی غلام محمود ہزاروی مولوی فاضل منشی فاضل

حال خطیب جامع عیدگاہ جہلم

۲۔ علامہ مفتی سیف الرحمٰن ہزاروی خطیب جامع پنیاں (ہزارہ)

۳۔ مولوی صوفی غلام سرور جادوی جہلمی خطیب جامع مسجد کالا گیٹ فوجی ملز جہلم

ناشر:۔ مکتبہ غوثیہ مہریہ جی ٹی روڈ جادہ جہلم

(قیمت سترہ روپے پچاس پیسے)

(بار اول) ایک ہزار

مناظر اسلام حضور قاضی صاحب کے مناظروں کی روئیداد

روئیداد مناظرہ چھچھ (۱)

علامہ زماں۔ استاذ العلماء۔ شیخ وقت حضرت مولانا قطب الدین صاحب غورغشتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت موصوف کے مہربان استاد تھے آپ نے ایک شرعی فیصلہ کیا تھا۔ جس میں مدعی کے گواہ کسی وجہ کی بنا پر رد ہو جانے اور قبول نہ ہو سکنے کی صورت میں آپ نے مدعی علیہ سے حسب قاعدہ حلف لے کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا۔ آپ کے فیصلہ کے بعد مولوی حبیب الرحمان خان آف برہان ضلع کیمبل پور نے آپ کی اس فیصلہ کی بنا پر شدید مخالفت کی۔ اور سنا تھا کہ خان مذکور نے حضرت مولانا پر فتویٰ کفر بھی اس فیصلہ کی بنا پر دیا تھا۔ العیاذ باللہ۔ اور حضرت کو مناظرے کا چیلنج بھی دیا۔ مولانا گو اپنے دور کے بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ بہت بڑے مناظر بھی تھے۔ مگر آخری عمر میں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گئے تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت کا جوان سال لڑکا ابھی دنوں انتقال کر گیا تھا۔ جس کی وجہ سے بہت غمناک تھے۔ اس لئے آپ نے اپنے پیارے اور عقیدت مند شاگرد حضرت والد صاحب (قاضی محمد عبد السبحان) کو خان مذکور کے ساتھ مناظرے کے لئے کھلابٹ سے غورغشتی بلا لیا۔ آپ تشریف لے گئے وہاں حضرت مولانا قبلہ کے پاس آپ کے ارادت مند علماء کا بہت اجتماع تھا۔ مولانا نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اصل مناظرہ (جو کہ خان صاحب کے ساتھ متعین مقام پر ہو گا) سے پہلے یہاں اپنی جگہ پر نمائشی مناظرہ ہو جائے اور وہ یوں کہ ایک آدمی میری طرف سے وکالت کرے اور دوسرا کوئی آدمی خان کی نمائندگی کرے۔ تا کہ میں اپنی جگہ مدلل گفتگو سن کر کچھ اندازہ کر سکوں۔ چنانچہ حضرت کی یہ گفتگو سنتے ہی والد صاحب نے فرمایا کہ میں خان کی طرف سے گفتگو کروں گا۔ تو بیٹھئے کوئی مولانا کی طرف سے گفتگو کرے۔ مولوی غلام خان حال غلام اللہ خان کیمبل پوری (راولپنڈی) (جو مولانا کے شاگردوں میں داخل تھا۔ اور اس وقت اس کے اس قسم کے عقائد مشہور نہیں ہوئے تھے۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے تھے کہ تحصیل علم کر کے واپس آیا تھا) کہنے لگا کہ میں مولانا کی طرف سے بات کروں گا۔ والد صاحب فرماتے تھے

کہ میں بظاہر تو خان کی طرف سے بولنے لگا تھا۔ مگر باطن دل و جان سے حضرت مولانا
کا شیدائی فریفتہ آپ کا عقیدت مند اور صحیح نمائندہ تھا۔ اور مجھے اس بات کا بڑا دکھ
اور دلی صدمہ تھا۔ کہ خان مذکور نے جناب قبلہ و کعبہ پر فتویٰ دیا ہے۔ اور وہ شمس العلماء
کے مقابلے میں آنے کی جرأت کر رہا ہے۔ مگر حضرت مولانا چند باتیں سنانے کی غرض سے
میں نے خان مذکور کی طرف سے بات کرنے کی حامی بھر لی۔ اور مولوی غلام جو بظاہر
مولانا کی طرف سے بولنے کا اعلان کر چکا تھا درحقیقت خان کا طرفدار تھا۔ اور
سنا تھا کہ وہ خان سے اس کی جگہ پر مل کر آیا ہے۔ اور مولانا کے پاس ان کے عقیدت
مند علماء کے زمرہ میں بیٹھا ہے بہرحال گفتگو شروع ہوئی۔ مناظر اسلام و حضرت والد صاحب
نے مولوی غلام خان سے نقطہ۔ اختلاف۔ فیصلہ، صورت حال وغیرہ کے درمیان فرق پوچھا
تو اس پر تھوڑی سی گفتگو کے بعد مولوی غلام خان خاموش ہو گئے۔ والد صاحب
فرماتے تھے کہ میری گفتگو سن کر اور طرز گفتگو دیکھ کر مولانا قطب الدین صاحب بہت خوش
ہوئے۔ مولوی غلام خان سے میری گفتگو علاقہ چھچھ کے علماء میں ہوئی تھی۔ پھر وہ دوسرے دن
مولوی غلام خان میرے پاس آیا اور اپنی پگڑی اتار کر میرے پاؤں پر رکھ دی اور مجھ سے
معافی مانگنے لگا۔ اور کہا کہ آپ سے مناظرانہ گفتگو کر کے میں نے بہت غلطی کی۔ اور میں
بہت شرمندہ ہوں۔ میں نے کہا کوئی بات نہیں کیا ہوا۔ جو حضرت مولانا کے ارشاد کے
تحت ہم نے آپس میں گفتگو کر لی۔

والد صاحب نے بتایا تھا۔ کہ جس تاریخ کو خان صاحب سے مناظرہ ہونا تھا۔ اس سے
پہلی رات چھچھ کے علماء فقہ کی کتابوں سے اس قسم کا جزئیہ تلاش کر رہے تھے۔ کہ مدعی کے گواہ
اگر مستور ہو جائیں تو مدعی علیہ سے حلف لی جا سکتی ہے۔ اور باوجودیکہ مناظرہ تو میں نے
کرنا تھا۔ مگر میں کتابیں دیکھنے سے بے نیاز و بے فکر بیٹھا تھا۔ بلکہ ان علماء سے بھی کہہ رہا
تھا۔ کہ آپ لوگ تکلیف نہ کریں یہاں جزئیہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ لوگ کہنے
لگے کہ آخر دلیل تو دی جاتی ہے۔ تو اس کے لئے کسی فقہی عبارت مفیدہ کی ضرورت
ہو گی۔ میں نے کہا آپ لوگ بے فکر رہیں۔ مناظرہ تو میں نے کرنا ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ سمجھا

کر دے گا۔

بہرحال وہ علماء عبارت فقہی کی تلاش میں کتب فقہ کی ورق گردانی میں لگے ہی رہے۔ اور میں بے فکری میں آرام کرنے لیٹ گیا۔ دوسرے روز میں نے اس موضوع پر جو معمولی سا فکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ہماری دلیل کے لئے یہ حدیث پاک ہی کافی ہے۔

اَلْبَیِّنَةُ لِلْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ (الحدیث)

یعنی مدعی کے ذمہ گواہ [illegible] گواہوں کا پیش کرنا ہے۔ اور قسم منکر پر ہے۔ طرزِ استدلال یہ تھا کہ حدیث پیشِ نظر کی رو سے مسئلہ یہ نکلا کہ اگر مدعی کے پاس گواہ ہوں اور شرعاً مقبول بھی ٹھہریں۔ جب تو مدعی علیہ سے حلف نہیں لیا جائے گا۔ اور اگر مدعی کے گواہ سرے سے ہوں ہی نہیں یا ہوں تو مگر کسی شرعی سقم کی وجہ سے مسترد ہو جائیں تو اس صورت میں بھی "البینة للمدعی" صادق نہیں آتا۔ "البینة للمدعی" صرف اسی صورت میں صادق آسکتا ہے۔ جب کہ مدعی کے گواہ ہوں بھی اور مقبول قرار پائیں۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ سرے سے ہوں ہی نہیں ایک صورت اور یا ہوں تو مگر کسی شرعی سقم کی بنا پر قاضی شرع ان کو مسترد کر دے دوسری صورت ان دونوں صورتوں پر وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ صادق ہے۔ کیونکہ یہ عام ہے اور اس کے تحت یہ مذکورہ دونوں صورتیں داخل ہیں۔ لہٰذا بمطابق حدیث پاک مدعی کے گواہوں کے مسترد ہو جانے کی صورت میں بھی مدعی علیہ کو قسم بموجب حدیث دی جائے گی۔ جیسے مدعی کے گواہ بالکل نہ ہونے کی صورت میں دی جائے گی۔ اور ان صورتوں کو علیٰ من انکر کا عموم شامل ہے۔ (فرمایا)

تو بس حدیث پاک سے یہ طرزِ استدلال سوچ کر میں اپنے دل میں مطمئن ہو گیا۔ الغرض معین مقام پر فریقین کے علاوہ اور دوسرے لوگ سب جمع ہو گئے۔ اور خوب اجتماع ہو گیا تو استاذ العلماء مولانا قطب عالم قطب الدین صاحب خود غشتری نے ابتدا کرتے ہوئے فرمایا کہ مناظرہ نظر سے ہے اور اس کے معنی مساوات کے ہیں۔ لہٰذا دونوں مناظروں کا علم میں مساوی اور برابر ہونا شرط ہے۔ اور علم کی مساوات معلوم کرنے کے لئے اگر ہم خان صاحب سے یہ پوچھیں۔ کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا وزن صرفی کیا ہے۔ اور وزن عروضی کیا۔ تو

حق رکھتے ہیں۔ کہ پوچھیں مگر میں نہیں پوچھتا۔ اور اجازت دیتا ہوں کہ اصل موضوع پر مناظرہ شروع کیا جائے۔ تو میری طرف سے قاضی محمد عبدالسبحان صاحب کھلابٹ ہزاروی گفتگو کریں گے۔ اور خان صاحب کو اختیار ہے کہ وہ خود گفتگو کریں یا کسی اور کو اپنا وکیل مقرر کر دیں۔

مولانا کا یہ فرمانا ہی تھا کہ شیر اسلام مناظر اہل سنت خان مذکور کے بالکل قریب آ بیٹھے۔ اور بپھر کر اور گرج کر بولے۔ اور چند ہی منٹوں میں موضوع مناظرہ کے تعیین کی گفتگو ہی میں خان پر چھا گئے۔ خان کو تو کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ مولوی محمد اسحٰق صاحب مانسہروی (جو کہ خان کی طرف سے آئے بیٹھے تھے) نے جب یہ صورت حال دیکھی۔ اور اپنے مناظر کی مجبوری اور بے بسی معلوم کر لی۔ تو بیچ میں بول اٹھے اور لگے کوئی بات کرنے مگر ادھر قاضی عبدالسبحان تھا۔ وہ کب ایسی باتوں میں پھنسنے والے تھے۔ زوردار لہجہ میں فرمایا۔ کہ مولوی صاحب اگر آپ کا مناظر میرے سامنے بے بس ہے۔ اور آپ کو بولنے کا شوق ہے۔ تو مناظر کو ہٹا کر اس کی جگہ آپ آ جائیے۔ چنانچہ چند باتیں مولوی اسحٰق صاحب کے ساتھ بھی ہوئیں۔ مولوی صاحب کو لینے کے دینے پڑ گئے اور گفتگو کا شوق جو چرایا تھا وہ ٹھنڈا پڑا۔

مناظر اسلام نے فریق مخالف کے مقابلے میں یہی حدیث مذکورہ بالا بڑی شد و مد سے پیش کر دی۔ اور طرز استدلال و بیان و لہجہ ایسا شگفتہ اور مسحور کن تھا کہ فریق مقابل کو بالکل خاموش ہونا پڑا۔ اور مجمع میں قاضی ہزاروی زندہ باد۔ مولانا زندہ باد کے نعرے بلند ہوئے۔ اور یوں مناظر اسلام فاتح کی حیثیت سے واپس تشریف لائے۔ مولانا قطب الدین صاحب حضرت والد صاحب کے اس کردار سے بہت خوش ہوئے۔ اور دعائیں دیں۔